برکت اے خان، رکن بشارتی کمیٹی سیالکوٹ ڈایوسیس کونسل

"ہر مذہب کی الہامی کتاب مقدس اُس مذہب کے بانی کی اخلاقی سیرت کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ کیونکہ فرمانِ الٰہی برحق ہے۔ اس لیے کسی مُلہم شخص یا بانی مذہب کی اخلاقی سیرت کی سربلندی بیان کرتے وقت ہمیشہ مبالغہ آمیزی اور انسانی روایات سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی انسانی روایت بمقابلہ الہامی کُتبِ مقدسہ افضل و معتبر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ راقم الحروف نے بائبل مقدس کی روشنی میں یہ رسالہ "سیرت المسیح" شائع کر کے حق پرستوں اور متلاشیانِ حق کی دلچسپی کے لیئے جو خدمت انجام دی ہے۔ خُدا کرے کہ تمام قاری اس سے لُطف اندوز ہوں۔"

برکت اے خان

پادری برکت اے خان وارڈ نمبر ۶ سیالکوٹ نمبر ۲
(رُکن بشارتی کمیٹی سیالکوٹ، ڈایوسیس کونسل)

بارِ سوم ۱۹۸۵ء ——— زمزمہ پریس سیالکوٹ

سیرت المسیح

کِسی مُلہم شخص کی پاکیزہ سیرت، طبیعت، مزاج، عادات و اطوار اور اُس کے خُلقِ عظیم پر روشنی ڈالتے وقت یہ بات بے حد ضروری اور لابُدی ہے۔ کہ ہم محققانہ اندازِ فکر کو ملحوظِ خاطر رکھیں اپنی الہامی کُتبِ مقدسہ سے اپنے دلائل و براہین کی صداقت پیش کریں الہامی کُتبِ مقدسہ کے روشن اثبات اور دلائل و براہین کے بغیر کِسی مذہب کے بانی کی سیرت کا حالِ حقیقت بیان کرنا مفکرین اور محققین کی نگاہ میں محض عقیدت مندوں کی قصیدہ گوئی اور خوش فہمی ہے۔ چنانچہ تمام مُلہم اشخاص کی سیرت اور حقیقی اخلاقی تصویر پیش کرنے میں بائبل مُقدس ایک واحد منصف مزاج عظیم الہامی کتاب ہے۔

پیارے دوستو! یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ ہم کِسی مُلہم شخص کی اخلاقی سیرت بیان کرتے وقت اس کی ولادت باسعادت بچپن، لڑکپن، جوانی، پیری، انتقال، وفات، وجہ شہادت کے واقعات کو بھی ملحوظِ خاطر رکھیں۔ کیونکہ ہر شخص کی زندگی کے مختلف مدارج میں اس کی سیرت اور اخلاقی عادات و اطوار مختلف پہلو اختیار کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہم ایسے شخص کی اخلاقی سیرت کی اوسط

حالت کا صحیح اندازہ اُس کے بچپن، لڑکپن، جوانی اور پیری کے اعمال کردار، اخلاقی صفات، وجہ وفات انتقال سے ہی لگا سکتے ہیں۔ اور ان باتوں سے بھی کہ اس شخص کا رویہ، حُسنِ سلوک، اپنے والدین، لواحقین، احباب اور دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ کیسا تھا۔ اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے ساتھ، بچوں، جوانوں، بزرگوں، محتاجوں، حاجت مندوں اُستادوں کے ساتھ، اس کی اخلاقی سیرت کیسی تھی؟ جب وہ اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے ہاتھوں اذیتوں کا شکار رہا تو اس وقت اس نے اپنی پاکیزہ، بے عیب اخلاقی سیرت کا ثبوت کس طرح اور کن الفاظ میں پیش کیا؟ اور اس نے اپنے مشن کو مؤثر اور کامیاب بنانے کے لیئے کون سا غیر انتقامی نیکی کا بے عیب اور بے داغ رویہ اختیار کیا؟

چنانچہ مُنجیِّ عالمین مسیح خداوند کی زندگی کے پاکیزہ حالات اور اُس کے خُلقِ عظیم اور پاکیزہ سیرت کی سربلندی پیش کرتے وقت ہمیں کوئی دقت یا مشکل پیش نہیں آتی۔ نہ کسی مبالغہ آمیز انسانی روایت کا سہارا تلاش کرنا پڑتا ہے کیونکہ مسیح خداوند کی پاکیزہ سیرت کے تمام حالات اور واقعاتِ زندگی بائبل مقدس میں موجود اور محفوظ ہیں۔ جو اُس کے چشمِ دید برحق مُرسلین نے رُوح القُدس کی تحریک سے قلم بند کیا تھا۔

"کیونکہ نبوت کی کوئی بات آدمی کی خواہش سے کبھی نہیں

ہوتی بلکہ آدمی رُوح القُدس کی تحریک سے خدا کی طرف سے بولتے تھے"۔ (۲۔ پطرس ۱:۲۱)

جبرائیل فرشتہ نے صوبہ گلیل کے ایک شہر ناصرۃ کی ایک کنواری مریم مقدسہ کو یہ خوشخبری دی کہ تیرے ہاں بیٹا پیدا ہوگا اُس کا نام یسُوع رکھنا وہ بزرگ ہوگا وہ مولُودِ مقدس خُدا کا بیٹا کہلائے گا۔ اُسکی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔" (لوقا ۱: ۲۶ تا ۳۳)

چنانچہ مسیح مصلوُب کے صعودِ آسمانی کے بعد مریم مقدسہ نے انجیل نویس مُلہم رسولوں کو بتایا تھا کہ مسیح یسُوع کی ولادت بے باپ واقعہ ہوئی تھی۔ اِس لیے یہ فرضی بات ہے کہ مسیح یسُوع کی بے باپ ولادت پر یہودیوں نے مبارک خاتون مریم مقدسہ پر کوئی اعتراض کیا تھا کیونکہ خُدا نے مریم مقدسہ کی تحفظِ عصمت کی خاطر اُسکے منگیتر راستباز یوسف کو اُس کا مددگار بنایا تھا اس لیے تمام یہودی ہمیشہ یہی خیال کرتے تھے کہ یسُوع مسیح راستباز یوُسف کا بیٹا ہے۔ یوسف کے باپ کا نام یعقوب تھا مگر مریم مقدسہ کا باپ عیلی یوسف کا سُسر باپ تھا (لوقا ۳: ۲۳) یہ خُدا کی حکمتِ عملی کے تحت ایسا لکھا گیا ہے۔

دُنیا میں سب سے پہلے جب رومی قیصر اگوُستُس کی طرف سے مردم شماری کا حکم نافذ ہُوا تو مریم مقدسہ اور راستباز یوسف ناصرۃ سے بزرگ داؤد نبی کے شہر بیت لحم میں نام لکھوانے گئے۔ وہاں بیت لحم میں مُنجی یسُوع مسیح کی ولادت باسعادت ہوئی۔ مریم مقدسہ نے اسے کپڑے میں لپیٹ کر چرنی میں رکھا وہ ایک غریب خاندان میں متولدّ ہُوا۔ چنانچہ اُس کے دائرہ خدمت میں بھی زیادہ تر دیہاتی کچھ شہری، غریب امیر اور علمائے دین نظر آتے ہیں جو سب خواندہ تھے۔ اس لیے وہ متلاشیانِ حق اور امرا، غُربا اور دکھیوں کے ایک سچے اور حقیقی غمخوار دوست تھے۔

اسی رات چرواہے جو میدان میں رہ کر اپنے گلّہ کی نگہبانی کر رہے تھے۔ اُن پر ایک نُور چمکا اور اُن کو فرشتہ نے مُنجیِّ عالمین یعنی مسیح

یہ بھی لکھا ہے کہ :۔ وہ ناصرت میں آیا اور جناب مریم مقدسہ اور راستباز یوسف" کے تابع رہا۔ اور یسوع حکمت اور قد و قامت میں اور خدا کی اور انسان کی مقبولیت میں ترقی کرتا گیا"۔ (لوقا ۲: ۵۱-۵۲)

جہان کے منجّی مسیح خداوند نے بچپن میں نوشت و خواند میں دسترس حاصل کی۔ وہ ناخواندہ اُمّی یا بے علم نہ تھے۔ وہ کتابِ مقدس یعنی بائبل مُقدس کے عبرانی لاطینی اور یونانی صحیفوں کو پڑھنے اور سمجھنے کی قابلیت رکھتے تھے۔ لکھا ہے کہ :۔" وہ ناصرت میں اپنے دستور کے موافق سبت کے دن عبادت خانہ میں گیا۔ اور پڑھنے کو کھڑا ہوا اور یسعیاہ نبی کی کتاب اُس کو دی گئی"۔ (لوقا ۴: ۱۶-۱۷)

ایک بار پھر جب منجّی یسوع مسیح اپنے وطن میں آیا تو وہ (سبت کے دن) عبادت خانہ میں تعلیم دینے لگا اور بہت لوگ سُن کر حیران ہونے اور کہنے لگے۔ کہ یہ باتیں اس میں کہاں سے آگئیں؟ اور یہ کیا حکمت ہے جو اسے بخشی گئی۔ اور کیسے معجزے اُس کے ہاتھ سے ظاہر ہوتے ہیں"؟ (مرقس ۶: ۲)

منجّیِ عالمین مسیح خداوند ہر سال عیدِ فسح کے لیے اپنی والدہ مبارک خاتون مریم مقدسہ اور راستباز یوسف کے ہمراہ مقدس ہیکل میں یروشلم جایا کرتے تھے منجّیِ عالمین نے کُتبِ مقدسہ کے علم الٰہیات میں کمال حاصل کیا۔ چنانچہ جب وہ بارہ برس کے سن کو پہنچے تو عید کے دستور کے موافق یروشلم ہیکل میں گئے اور مُبارک خاتون مریم مقدسہ

آزمائش کا آنا موجبِ گناہ نہیں ہوتا۔ البتہ آزمائش میں گر جانا موجبِ گناہ ہے۔

آخر جب اُس کو بھوک لگی تو ابلیس نے اُسے آزمایا۔" اور پاس آکر اُس سے کہا اگر تُو خُدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔"

لیکن جہان کے مُنجی نے فرمایا کہ :۔

۱: "آدمی صرف روٹی سے جیتا نہیں رہے گا۔ بلکہ ہر بات سے جو خُدا کے منہ سے نکلتی ہے۔"

۲: دوسری آزمائش کے وقت ابلیس سے کہا۔

"لکھا ہے کہ خُداوند اپنے خُدا کی آزمائش نہ کر۔"

۳: تیسری آزمائش کے موقعہ پر اُس نے ابلیس کو جھڑکا اور فرمایا کہ لکھا ہے کہ۔

"تُو خداوند اپنے خُدا کو سجدہ کر اور صرف اُسی کی عبادت کر۔"

"تب ابلیس اُس کے پاس سے چلا گیا اور دیکھو فرشتے آکر اس کی خدمت کرنے لگے۔" (متی ۴: ۱-۱۱)

"پھر وہ رُوح کی قوت سے بھر گیا اور وہ عبادت خانوں میں جاکر لوگوں کو تعلیم دیتا رہا۔ اور سب اُس کی بڑائی کرتے رہے۔" (لوقا ۴: ۱۵)

"وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا۔ تو بھی بے گناہ رہا۔" (عبرانی ۴: ۱۵)

اُس نے اخلاقی شریعت کے ضابطہٴ اخلاق اور ضابطہٴ نجات

انجیلِ مقدّس کی روشنی میں اس کے معجزات سے یہ بات برحق اور اظہر من الشمس ہے کہ مُنجّیِ عالمین اپنے کام اور کلامِ حق میں اپنی پاکیزہ سیرت اور نیک طبیعت میں اپنی حلیم مزاجی اور دل کی فروتنی میں ایک عجیب خُلقِ عظیم کے مالک انسانِ کامل بلکہ فی الحقیقت ایک بے مثل سچے اور حقیقی محسنِ انسانیت شخص تھے۔ اور ایک بے عیب خیر البشر ہستی کے مالک اور انسانی ہمدردی کے واحد علم بردار تھے کیونکہ اُس کے دستِ مُبارک مخالفوں کے جانی مالی نقصان اور انتقامی کارروائی کے دستِ بُرد سے پاک تھے۔ فرمایا :- "مَیں ہلاک کرنے نہیں بلکہ نجات دینے آیا ہوں۔"

"لیکن مَیں تم سے یہ کہتا ہُوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیئے دُعا کرو۔" (متی ۵ : ۴۴)

اُس کی تعلیم کیسی عجیب اور نرالی ہے کہ "جب میرے سبب سے لوگ تم کو لعن طعن کریں گے اور ستائیں گے اور ہر طرح کی بُری باتیں تمہاری نسبت ناحق کہیں گے تو تم مبارک ہو گے۔ خوشی کرنا اور نہایت شادمان ہونا کیونکہ آسمان پر تمہارا اجر بڑا ہے۔"

(متی ۵ : ۱۱ : ۱۲)

پیارے دوستو! ہمارے مُنجّیِ عالمین نے اپنی زندگی کے حالات، سیرت، طبیعت، مزاج، اخلاق کردار، قول و فعل، کام

مشیر، نیکدیمس جیسے متعدد فریسی سردار اور عالم استاد اُس پر ایمان لے آتے۔ چنانچہ یہودیوں کے

• "فریسیوں نے آپس میں کہا سوچو تو! تم سے کچھ نہیں بن پڑتا۔ دیکھو جہان اُس کا پیرو ہو چلا"۔ (یوحنا ۱۲ : ۱۹)

آج بھی حاسد لوگ ان الفاظ کو دُہراتے ہیں۔

• یسُوع مُنجیِ عالمین نے لوگوں کو خدا کی بادشاہی میں شمولیت کی دعوتِ عام دی۔ فرمایا کہ "توبہ کرو۔ کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آگئی ہے۔" (متی ۴ : ۱۷)

• یہودی اُسے پکڑ کر بادشاہ بنانا چاہتے تھے۔ لیکن اُس نے پسند نہ کیا۔ (یوحنا ۶ : ۱۵)

• اُس نے فرمایا کہ :- "خدا کی بادشاہی ظاہری طور پر نہ آئے گی۔ اور لوگ یہ نہ کہیں گے کہ دیکھو یہاں ہے یا وہاں ہے۔ کیونکہ دیکھو خُدا کی بادشاہی تمہارے درمیان ہے"۔ (لوقا ۱۷ : ۲۰ - ۲۱)

جب پیلاطُس نے مسیح یسُوع سے پوچھا "کیا تُو یہودیوں کا بادشاہ ہے؟ تو یسُوع نے جواب دیا کہ میری بادشاہی اِس دُنیا کی نہیں۔ اگر میری بادشاہی دُنیا کی ہوتی تو میرے خادم لڑتے تاکہ مَیں یہودیوں کے حوالہ نہ کیا جاتا۔" (یوحنا ۱۸ : ۳۳، ۳۶)

اُس کی صلیب کے اُوپر یہ عبارت لکھی تھی :

"یہ یہودیوں کا بادشاہ یسُوع ہے"۔

کو برکت دی ۔" (مرقس ۱۰: ۱۶)

از روئے بائبل مقدس فقط اسرائیلی قوم ہی ...کے مُنجی مسیح خداوند کی آمد کی منتظر تھی ۔ اِس لیے پہلے منتظر اسرائیلیوں کا حق تھا کہ ان کو نجات کی خوشخبری دی جاتی ۔ تاکہ اُن کے وسیلہ اقوامِ عالم کو انجیل اور نجات کی خوشخبری دی جائے ۔

اوّل خویشاں بعد درویشاں

چنانچہ دُنیا کے مُنجی نے اپنے بارہ یہودی النسل شاگردوں کا انتخاب کیا ۔ ان کو اپنا دوست ، بچے اور بھائی کہا ۔ اور ان کو رسُول کا لقب دیا ۔ رُوح القدس کی تحریک سے اُن کو نبوت اور معجزات کی قدرت بخشی ۔ اُس کے حواریوں پر وحی نازل ہوئی ۔ (مائدہ ۱۱۱) ہزارہا یہودی اسرائیلی اُس پر ایمان لائے ۔ اور انہی کے وسیلہ سے دُنیا میں انجیل کی منادی کا کام عمل میں آیا ۔ لیکن اُس نے اِسرائیلی قوم کی فضیلت کے ملحوظِ خاطر دو قومی نظریات کے برعکس غیر اقوام کے ایمان کی بھی تعریف کی ۔

مسیح عالمین نے ایک کنعانی عورت کو فرمایا ۔

"اے عورت تیرا ایمان بہت بڑا ہے ۔" (متی ۱۵: ۲۸)

ایک رومی سردار کے بارے میں فرمایا ۔

"کہ مَیں نے ایسا ایمان اِسرائیل میں بھی نہیں پایا" (لوقا ۷: ۹)

یسُوع مسیح عالمین نے یُونانیوں (مرقس ۷: ۲۴-۳۰) کنعانیوں

اور دُکھ درد میں حقیقی غم خوار نظر آتے ہیں۔ اس کی معجزانہ انسانی ہمدردیاں شخصی خود غرضی اور ذاتی خود نمائی سے متعلق نہ تھیں۔ بلکہ اُس کے مُعجزات سے اس کی الٰہی قدرت، الٰہی جلال، الٰہی سیرت، الٰہی طبیعت کے علاوہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سب قوموں کا یکساں طور پر خداوند، مُنجّی، اور شافی ہے۔ اور اُس کو ساری دُنیا اور قوموں سے بلا امتیاز محبّت ہے۔ چنانچہ آج دُنیا کا کوئی خطّہ، کوئی قوم اس کے مسیحی ایمانداروں سے خالی نظر نہیں آتا۔ اُس کی انجیلی تعلیمات میں دُنیا کی تمام اقوام کے لیئے بلا امتیاز مذہب و مِلّت ایک اعلانیہ دعوتِ عام موجود ہے۔ چنانچہ مسیح خُداوند مُنجّیِ عالمین نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا ہے کہ:-

"تم تمام دُنیا میں جا کر ساری خلق کے سامنے انجیل کی منادی کرو۔"

(مرقس ۱۶: ۱۵)

"پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ۔" (متی ۲۸: ۱۹)

آج اُس کی یہ باتیں سچ اور برحق ثابت ہو رہی ہیں کیونکہ رُوئے زمین کے تمام ممالک اور اقوام میں اُس کے مسیحی ایماندار موجود ہیں۔

"کیونکہ خدا نے دُنیا سے ایسی محبت رکھی کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخش دیا۔ تاکہ جو کوئی اس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔" (یوحنا ۳: ۱۶)

مسیح خداوند اپنی ذاتی مقبولیت میں ایک عالمگیر شخصیت ہیں۔

واقعات، اپنی قیامت یعنی جی اُٹھنے کی عظمت کا حالِ حقیقت صعودِ آسمانی، آمدِ ثانی، روزِ قیامت، یومِ عدالت اور اپنے جلالی تختِ عدالت کا احوال بڑے واضح الفاظ میں پیش از وقت بیان کیا تھا۔ جو وقتِ مقررہ پر پورا ہُوا اور پُورا ہوتا جارہا ہے۔ مُنجیٔ عالمین نے فرمایا:۔ "جس نے مُجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔
(یوحنا ۱۴: ۹)

"مَیں باپ میں سے نِکلا اور دُنیا میں آیا ہُوں۔
پھر دُنیا سے رُخصت ہو کر باپ کے پاس جاتا ہُوں"۔ (یوحنا ۱۶: ۲۸)
"مُجھ سے سیکھو کیونکہ مَیں حلیم ہُوں اور دِل کا فروتن"۔ (متی ۱۱: ۲۹)
"مَیں دُنیا پر غالب آیا ہُوں"۔ (یوحنا ۱۶: ۳۳)
"میرے باپ کی طرف سے سب کچھ مجھے سونپا گیا"۔ (متی ۱۱: ۲۷)
اگرچہ اس نے لوگوں میں توبہ کی منادی کی۔ لیکن اپنی ذاتی پاکیزگی کے بارے میں یہودیوں سے یہ سوال کیا کہ:۔
"تم میں کون مجھ پر گناہ ثابت کرتا ہے؟" (یوحنا ۸: ۴۶)
"میری بڑائی میرا باپ کرتا ہے۔ جسے تم کہتے ہو کہ ہمارا خُدا ہے"۔
(یوحنا ۸: ۵۴)
"تم نیچے کے ہو۔ مَیں اُوپر کا ہُوں۔ تم دُنیا کے ہو۔ مَیں دُنیا کا نہیں ہُوں۔" (یوحنا ۸: ۲۳) صاف ظاہر ہے کہ وہ آسمان سے آیا تھا۔
"مَیں دُنیا کو مجرم ٹھہرانے نہیں بلکہ دُنیا کو نجات دینے آیا ہُوں"۔

آگ کی تجلی میں نور و ظہور فرما کر بزرگ موسیٰ نبی کو دیدار الٰہی بخشا اور اُس سے ہمکلام بھی ہُوا۔ پھر اُس نے مسیح میں ہو کر اپنی ذات و صفات کا ظہور و تجسّم بخشا۔ اپنی ذات و صفات۔ اپنے کام اور کلام اپنی قدرت و جلال اور اپنے کامل اختیارات کے متعلق ایسے دعوے کرنے والا۔ اور اپنی بے گناہی کا چیلنج کرنے والا۔ اور بلحاظ ازلی ابدی رشتۂ محبت و اُلوہیت کے ذاتی طور پر خدا تعالےٰ کو اپنا آسمانی باپ بیان کرنے والا کلمتہ اللہ۔ اور اپنے آپ کو خدا کا حقیقی فرمانبردار اور ایک جاں نثار اکلوتا بیٹا کہنے والا شخص۔ الٰہی ہستی۔ الٰہی سیرت الٰہی شخصیت کا مالک نہ تھا تو اور کیا تھا؟ اس کا تکیہ کلام یہ تھا کہ خدائے تعالیٰ میرا باپ ہے۔ اگر اُس کے دعوے غلط تھے تو پھر کیوں اُس کے حکم سے ایسے عجیب عجیب معجزات ظہور میں آئے؟ توحیدِ الٰہی میں باپ اور بیٹے کی ہستی ازلی ابدی ہے۔

اُس نے فرمایا:۔ (اے باپ) تُو نے بنائے عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی۔" (یوحنا ۱۷: ۲۴)

یہ الفاظ اُس کی ازلیت کا ثبوت پیش کرتے ہیں۔ لیکن بحیثیت انسانِ کامل جنگلوں، ویرانوں میں تنِ تنہا دُعا کرنا اُس کا دستور العمل تھا۔ (متی ۱۴: ۲۳ مرقس ۱: ۳۵ لوقا ۵: ۱۶)

اُس نے اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ:۔

"ہر وقت جاگتے اور دُعا کرتے رہو" (لوقا ۲۱: ۳۶)

کے خلاف قدم اٹھایا۔ (متی ۲۱: ۱۲، ۱۳، یوحنا ۲: ۱۳۔ ۱۶) جس کلام کو پاک کیا اس نے مولی ہیرواری کی رسوماتی شریعت کے برعکس لوگوں کو اخلاقی شریعت کے باطنی، روحانی اصولوں کی تعلیم دی۔ اس کی انجیلی تعلیمات میں حقیقت و معرفت کے خزانے اور الٰہی فلسفہ محبت و خدمت اور قربانی کے انوار درخشاں ہیں۔ اس کی تعلیم دشمنوں کے خلاف انتقامی کارروائی سے کلیتہً پاک ہے۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں لوگوں کی جان برباد کرنے نہیں بلکہ بچانے آیا ہوں" (لوقا ۹: ۵۶) اس نے نیکی کے ذریعے بدی پر غالب آنے کی تعلیم دی۔ اور تعمیری کاموں کی حقیقی تحریک پیش کی۔ اس کی انجیلی تعلیمات میں بلحاظ معنی و مفہوم فصاحت و بلاغت روحانیت کے کمالات نمایاں طور پر موجود ہیں۔ چنانچہ انجیلی ترجموں میں بھی فصاحت و بلاغت کے روحانی کمالات برقرار اور روشن نظر آتے ہیں۔ جب سردار کاہنوں اور فقیہوں نے گتسمنی باغ میں پیادوں اور سپاہیوں کی مدد سے یسوع مسیح کو پکڑ کر باندھا ہوا رومی حاکم کے سامنے پیش کیا تاکہ اسے مصلوب کروائیں۔ تو رومی حاکم پیلاطُس نے سردار کاہنوں اور یہودیوں سے کہا۔ کہ اس میں کوئی قصور نہیں۔ چنانچہ اس نے پانی لے کر اپنے ہاتھ دھوئے اور کہا" میں اس راستباز کے خون سے بری ہوں۔ تم جانو۔ (متی ۲۷: ۲۴) علم الٰہیات کے متعلق اس نے لوگوں کو خدا سے محبت کی تعلیم دی۔ فرمایا کہ خدا میرا آسمانی باپ ہے۔ وہ تمہارا آسمانی باپ ہے۔ اس نے بنائے عالم سے پیشتر مجھ سے محبت رکھی۔ اس نے

دُنیا سے محبت رکھی۔ فرمایا جب تم دُعا کرو تو کہو۔ اے ہمارے باپ
تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے۔ تیری بادشاہی آئے۔
تیری مرضی جس طرح آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو . . . . .

یسُوعؔ مُنجیٔ عالمین نے تصوّرِ خدا اور خدا تعالیٰ کی پدرانہ محبّت
کے متعلق ہمیں ایک اعلیٰ ترین مکاشفہ بخشا ہے اور الٰہی فلسفۂ محبّت کے
کمالات کی بابت فرمایا کہ :۔

"باپ مجھ سے اس لیئے محبت رکھتا ہے کہ مَیں اپنی جان دیتا ہُوں"
تاکہ اسے پھر لُوں، کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں۔ بلکہ مَیں اسے آپ
ہی دیتا ہُوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے اور اسے پھر لینے کا
بھی اختیار ہے یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا۔" (یوحنا ۱۰: ۱۷-۱۸)
یُوحنا نبی نے کہا "باپ بیٹے سے محبت رکھتا ہے اور اُس نے سب چیزیں اُس کے ہاتھ میں دے دی ہیں (یوحنا ۳: ۳۵)
مسیح نے فرمایا اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں
کے لیئے دے دے۔" (یوحنا ۱۵: ۱۳) لہٰذا مسیح مصلُوب ازلی حقیقی محبُوب خدا ہے۔

پیارے دوستو! اس نے اپنے مشن کو اخلاقی شریعت کے اعلیٰ
روحانی ضابطۂ حیات اور ضابطۂ نجات اور انسانی ہمدردی کے اعلیٰ
اصولوں یعنی محبت، خدمت، رحم دلی، ترس اور اخوت کے وسیلہ
فروغ بخشا۔ وہ اپنے پاکیزہ مشن کی تکمیل کے لیے صلیبی موت کے علاوہ
دوسری اذیتوں سے بھی کبھی حراساں اور خوفزدہ نہ ہُوا۔ اس کے شاگردوں
نے کہا۔ ابھی تو یہودی تجھے سنگسار کرنا چاہتے تھے اور تو پھر وہاں جاتا

ہے، لیکن اس کے باوجود وہ یروشلم کے نزدیک بیت عنیاہ میں گیا۔
اور وہاں چار دِن کے مُردہ دفن شدہ لعذر کو زندہ کیا۔ اور اس کی
غمزدہ بہنوں کے لیئے باعثِ تسلّی بنا۔ اس کی زمینی خدمت کا قلیل عرصہ
صرف تین ساڑھے تین سال ہے۔ اُس نے اپنے شاگردوں کا بھائی
دوست اُستاد اور ہادی بن کر اُن کو تعلیم دی۔ اس نے یروشلیم میں آخری
بار داخل ہوتے وقت فرمایا کہ دیکھو ہم یروشلیم کو جاتے ہیں اور ابنِ آدم
مصلُوب ہونے کے لیئے پکڑوایا جائے گا۔ (متی ۲۰: ۱۹) جب پطرس
رسول نے مسیح خداوند کی زبانِ مبارک سے اُس کی صلیبی موت اور تیسرے
دِن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی پیشں خبری سُنی تو وہ مسیح خداوند کو الگ
لے جا کر اُسے ملامت کرنے لگا کہ اے خداوند یسُوع! خدا نہ کرے کہ
یہ صلیبی موت کا واقعہ تجھے پیش آئے۔ لیکن خداوند یسُوع مسیح نے
"پطرس کو ملامت کی اور کہا اے شیطان میرے سامنے سے دُور
ہو۔ کیونکہ تُو خدا کی باتوں کا نہیں بلکہ آدمیوں کی باتوں کا خیال رکھتا ہے۔"
(انجیل مرقس ۸: ۳۲) (اُس وقت پطرس کے دِل میں شیطان نے یہ
وسوسہ ڈالا تھا) "پھر اُس نے بھیڑ کو اپنے شاگردوں سمیت بلا کر اُن
سے کہا اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے
اور اپنی صلیب اُٹھائے اور میرے پیچھے ہولے۔ کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے
وہ اُسے کھوئے گا اور جو کوئی میری اور انجیل کی خاطر اپنی جان کھوئے گا وہ اُسے
پائے گا اور آدمی اگر ساری دُنیا کو حاصل کرے اور اپنی جان کا نقصان اُٹھائے تو اُسے

کیا فائدہ ہوگا؟" (مرقس ۸: ۳۴-۳۶) گتسمنی باغ میں گرفتاری کے وقت اس نے پطرس کو تلوار چلانے سے روکا اور سردار کاہن کے نوکر ملخس کا زخمی کان چھو کر اچھا کر دیا۔ (لوقا ۲۲: ۵۱) اور فرمایا۔ "پطرس تلوار کو میان میں رکھ۔ جو پیالہ (صلیبی موت) باپ نے مجھ کو دیا کیا میں اُسے نہ پیوں؟ (یوحنا ۱۸: ۱۱) کیونکہ میری منت سے باپ کی طرف سے بارہ تمن سے زیادہ (بارہ) فرشتے میری مدد کو ابھی حاضر ہو سکتے ہیں۔ لیکن پاک نوشتوں کے مطابق میرے ساتھ ایسا ہونا ضرور ہے (متی ۲۶: ۵۳-۵۴)

چنانچہ جب وہ رومیوں کے ہاتھوں مصلوب ہونے کے لیئے کوڑوں کی مار کی زد میں تھا تو اُس کے لبوں پہ حرفِ شکایت نہ آیا جب مصلوب کرنے کے لیئے اس کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل جڑ رہے تھے تو اس نے اُف تک نہ کی۔ جب رومی سپاہیوں نے اسے مصلوب کیا تو یہودی علمائے دین نے اس کے پاس کھڑے ہو کر اس پر لعن طعن کیا۔ لیکن یسُوع خاموش رہا اور ان پر لعنت کی بجائے فرمایا کہ "اے باپ! ان کو معاف کر۔ کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔" (لوقا ۲۳: ۳۴) یہ اُس کے عظیم تحمل کا ثبوت ہے۔

حضرات! انجیل مقدس میں لکھا ہے خداوند یسُوع مسیح کا نام بلحاظ معنی و مفہوم سب ناموں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ (فلپیوں ۲: ۹) لہٰذا منجی یسُوع مسیح کے عظیم نام کے ساتھ "حضرت" کی اضافت اُس کی شانِ الوہیت کو زیب نہیں۔ کیونکہ یہاں ہر خاص و عام ایک دوسرے

کو "حضرت"! "حضرات" کے القاب سے خطاب کرتے ہیں۔ چنانچہ دُنیا کے اچھے اور بُرے لوگوں کے لیے یہ ایک عرفِ عام لفظ ہے۔ مقدس پطرس رسول کی گواہی یہ ہے:۔ کہ "مسیح بھی تمہارے واسطے دُکھ اُٹھا کر تمہیں ایک نمونہ دے گیا ہے۔ تاکہ تم اُس کے نقشِ قدم پر چلو۔ نہ اُس نے گناہ کیا اور نہ اس کے منہ سے کوئی مکر کی بات نکلی نہ وہ گالیاں کھا کر گالی دیتا تھا اور نہ دُکھ پا کر کسی کو دھمکاتا تھا۔ بلکہ اپنے آپ کو سچے انصاف کرنیوالے کے سپُرد کرتا تھا۔ وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لیئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا۔ تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں۔" (۱۔پطرس ۲: ۲۱-۲۴) مسیح مصلُوب کے سوا کسی مذہب کے بانی نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میں دُنیا کو نجات دینے آیا ہُوں۔" (یوحنا ۱۲: ۴۷) مسیح خداوند نے فرمایا: "یہ میرا وہ عہد کا خُون ہے جو بہتیروں کے لیئے گناہوں کی معافی کے واسطے بہایا جاتا ہے۔" (متی ۲۶: ۲۸) لکھا ہے کہ: یسُوع کو موت کا دُکھ سہنے کے سبب سے جلال اور عزت کا تاج پہنایا گیا ہے" (عبرانی ۲: ۹) مسیح خداوند ایک عجیب شخص ہیں۔ اُس کی پیدائش عجیب اُس کی تعلیم عجیب، اُس کے معجزات عجیب، اُس کے دعوے عجیب، اُس کی صلیبی موت عجیب، اُس کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا عجیب، اُس کا صعودِ آسمانی عجیب۔ خدا کے داہنے اُس کی سرفرازی عجیب، اُس کی آمدِ ثانی کا انتظار عجیب، اگرچہ بظاہر یہودیوں نے اپنے دین کے تحفظ کی خاطر اُسے رُومی حاکموں کے ہاتھوں مصلُوب کرایا۔ لیکن فی الحقیقت اس کی صلیبی موت پاک نوشتوں کے مطابق

خداوندی رضائے الٰہی اور مقاصد الٰہی کے عین مطابق تھی کیونکہ اُس کا اوّلین
مقصدِ حیات یہی تھا۔ اس نے اپنی بے گناہی کے باوجود صلیبی موت سے بچنے
کے لیے اپنی بے گناہی کے ثبوت میں رومی حاکم کے سامنے اپنی زبان نہ کھولی
(لوقا ۲۳: ۴، ۵) کیونکہ دُنیا کے گناہوں کے کفارہ اور فدیہ کے لیے ایسے ہی
بے گناہ بے عیب اور بے داغ برّہ مسیح مصلوب کی خدا تعالیٰ کو ضرورت تھی۔
کیونکہ ایک بے گناہ پاکیزہ ہستی ہی گنہگاروں کا کفارہ ادا کر سکتی ہے۔ گناہ ایک لعنت
ہے۔ جو شخص اپنی گنہگاری کے باعث مصلوب کیا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے لیکن
ایک بے گناہ مسیح یسُوع کا مصلوب کیا جانا جو نبیوں کے پاک نوشتوں کے مطابق
تھا وہ فرمانِ خداوندی کے مطابق دُنیا کے گنہگاروں کا کفارہ اور الٰہی فلسفہ محبت
کے عدل و انصاف اور فضل و کرم کا ایک عجیب زندہ کرشمہ اور بے مثل معجزہ ہے
"کیونکہ یسُوع کا خون ہمیں تمام گناہ سے پاک کرتا ہے" (۱-یوحنا ۱: ۷)
اس نے اپنے شاگردوں کے حق میں اپنی صلیبی موت اور بعد از مصلوب
تیسرے دن جی اُٹھنے اور صعودِ آسمانی کی بابت اپنے شاگردوں کے اُوپر رُوح
القدس کے نزول اور بشارتِ انجیل کی بابت جو جو کچھ ارشاد فرمایا تھا وہ سب
ٹھیک وقت مقررہ پر پورا ہُوا۔ اُس کے شاگرد اس کی پاکیزہ انجیلی تعلیمات سیرت
طبیعت مزاج اور اُس کے تیسرے دن مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی معجزانہ قدرت
سے ایسے متاثر ہوئے کہ جب رُوح القدس ان پہ نازل ہُوا۔ تو ان
معمولی علم و لیاقت شاگردوں میں ایک نئی زندگی اور ایک عجیب جوش بشارتِ انجیل
پیدا ہو گیا۔ رُوح القدس کی تحریک سے انہوں نے اپنے مقامِ رسالت کے منصب کو

پہچانا۔ وہ جو بزدل اور ڈرپوک تھے۔ قوی اور بہادر اور دلیر بن گئے، وہ ماہی گیر سے
آدم گیر اور آدم گیر سے عالمگیر بن گئے۔ وہ جو کمزور مانند مکھی تھے عقابِ آسمانی بن گئے
انہوں نے اپنے زندہ مُنجی خداوند یسُوع مسیح کے عالیشان کاموں، معجزات اور
پاکیزہ انجیلی تعلیمات کی منادی کے لیے ایک عجیب جُرأت مند قوت حاصل کی، انہوں
نے مسیح یسُوع کے وسیلہ نجات کی خوشخبری سنانے میں کوڑے کھائے۔ قید و بند کی
صعُوبتیں برداشت کیں۔ وہ درندوں کے آگے ڈالے گئے، آگ میں جلائے گئے ان پر
لعن طعن کیا گیا، وہ سنگسار، مصلوب، قتل اور شہید کیے گئے۔ لیکن تادمِ زیست
اپنے زندہ منجی مسیح مصلوب کی معجزانہ پاکیزہ زندگی اور سیرت کی گواہی سے باز نہ آئے،
اُنہوں نے قید کی سخت ترین اذیتوں کے باوجود رُومی حاکموں اور بادشاہوں کے
سامنے اعلانیہ منادی کی اور کہا کہ:-
"ممکن نہیں کہ جو ہم نے (اپنے مُنجی یسُوع میں) دیکھا اور سُنا ہے وہ نہ
کہیں" (اعمال کی کتاب ۴: ۲۰) کیا کوئی شخص کسی جھوٹے صلیبی موت کے واقعہ
کی خاطر قید کی اذیتوں اور کوڑوں کی سزا اور موت کی تلخیاں برداشت کرنے کے لیے
تیار ہو سکتا ہے؟ مسیحیت اپنے آغازی ایام اور ابتدائی صدیوں ہی سے جابر بُت پرست
رُومی حاکموں اور بادشاہوں مثلاً خاندانِ ہیرودیس اور زمانہ بعد کے رومی بادشاہوں
کی طرف سے ظلم و تشدد کا نشانہ بنی رہی ہے۔ انہوں نے مولی گاجر کی طرح مسیحیوں
کا ہر جگہ قتلِ عام کیا۔ اور ان کے خون کی ندیاں بہا دیں۔ اور بعض کو زنجیروں سے
باندھ کر ان کو قید خانوں میں ڈال دیا۔ مسیحیوں کی ایذا رسانی کا ایک واقعہ "اصحابِ
کہف" قرآن مجید میں بھی مندرج ہے۔ سورہ کہف ۱۸، ۲۲ تا ۲۵ آیت (متعدد

بار مسیحیوں کو آگ میں جلایا۔ ان کو درندوں کے آگے ڈالا گیا۔ بعض کو سیدھا اور بعض کو اُلٹا مصلوب کیا گیا اور اُن کے لیئے کوڑوں کی سزا تو روز کا معمول تھی۔ رومی حاکم یہی خیال کرتے رہے کہ مسیحی جماعت ایک بے دست و پا اور بے یار و مددگار نرم و نازک جماعت ہے۔ اس کا دُنیا میں کوئی پُرسان حال نہیں یہ اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتی بعض بادشاہوں نے تو مسیحیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے اور اس کو نیست و نابود کر دینے کا عہد اور عزم کر رکھا تھا۔ لیکن مظلوم مسیحیوں کی زندہ خدا کے حضور آہ و پکار اور صبر و تحمل رُومی ظلم و تشدد پر غالب آیا۔ اور رُومی دیوی دیوتاؤں کے مذہب اور حکومت کو شکستِ فاش ہوئی چنانچہ مسیحیت نے معجزانہ قدرت سے رُومی حکومت پر ایک عظیم غلبہ حاصل کیا۔ اور عدم تشدد اور صبر و تحمل کے مسیحی فلسفہ محبت نے ایک عجیب قدرت کا رنگ دکھایا۔ اور چند سالوں کے اندر اندر مسیحیت رُوئے زمین کی تمام رومی حکومتوں کو ہضم کر گئی اور مسیحیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کے دعویدار خود ہی صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لیئے مٹ گئے۔ اور وہ مسیحیت میں مدغم ہو گئے۔

بعد ازاں ایسے مذاہب نے جنم لیا۔ جنہوں نے اپنے مذہبی اصُولوں میں یہ بات شامل کر لی کہ مسیحی کلیسیا، کُفر کی بنیادوں پر رکھی گئی ہے لہٰذا مسیحیت کو صفحۂ ہستی سے مٹا دینا کارِ ثواب ہے۔ اس کے باوجود مسیحی کلیسیا کی دُنیا میں بالادستی اور عالمگیر حیثیت قائم ہے بعض لوگ یہ سمجھے کہ مسیحیت ایک بے یار و مددگار اور نرم و نازک انگور کے درخت کی مانند ہے جس میں اپنے تحفظ اور دفاع کی کوئی ہمت اور طاقت نہیں۔ لیکن ان کو یہ بات معلوم

نہ ہو سکی کہ مسیحیت کا پودا آسمانی خدا باپ کے ہاتھوں نے لگایا ہے اور جس کی خدا باپ نے اپنے اکلوتے بیٹے مسیح مصلوب کے بیش قیمت خون سے آبیاری کی ہے۔ اور اس کی روئیدگی بالیدگی اور توسیع و ترقی کا سارا دارومدار اندیکھے خدا باپ کی ربانی قدرت کے ہاتھوں میں ہے۔ مسیحی کلیسیا کی جڑیں آسمانی عالم بالا سے وابستہ اور خدائے محبت کی ذات الٰہی سے پیوستہ ہیں مسیحیت ایک ایسے عجیب درخت کی مانند ہے جس کی جڑیں اوپر آسمان کی طرف زندہ مسیح خداوند میں قائم و دائم ہیں اور اس کی ٹہنیاں نیچے زمین کی طرف بڑھتی ہیں جو اپنی نشو و نما اور بالیدگی کے لیئے خوراک اور قوت آسمانی باپ سے حاصل کرتی ہیں اس لیئے کوئی طاقت نہ آسمان تک پہنچ سکتی ہے اور نہ اس کی نشو و نما اور توسیع و ترقی میں رکاوٹ بن سکتی ہے لیکن اس کے لیئے تمام ظاہری ظلم و تشدد اور رکاوٹیں عارضی وقتی اور غیر مستحکم ہیں بعض افراد نے مسیحیت کی مخالفت میں اپنے مذہبی عقاید میں رد و بدل سے بھی گریز و پرہیز نہیں کیا۔ تاہم وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ بلکہ خود ان کا وجود تذبذب سے دوچار ہے۔

مسیحیت کی رُوئے زمین پر ہمیشہ ایک عالمگیر بالادستی قائم رہے گی۔ کیونکہ مسیحیت کی بنیاد تا ابد زندہ مسیح خداوند منجیٔ عالمین یعنی مجسّم خدائے محبت کی مقدس زندگی کے بے عیب اور بے داغ پاکیزہ اصولوں اور بیش قیمت صلیبی خون کی الٰہی قدرت پر قائم ہے۔ جس نے صلیبی موت اور مُہر شدہ قبر پر غلبہ اور عظیم فتح حاصل کر کے اپنی ابدی زندگی اور ابدی بادشاہی کا اعلان کیا۔